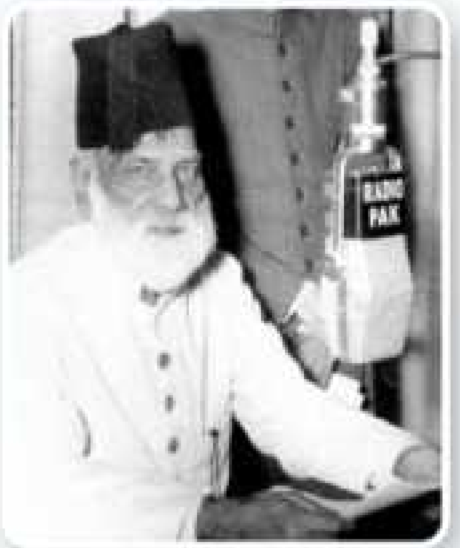

مولوی عبدالحق

(۱۸۷۰ء-۱۹۶۱ء)

مولوی عبدالحق ضلع میرٹھ (یوپی، انڈیا) کے ایک گاؤں ہاپوڑ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کرنے کے بعد سکول اور کالج کی تعلیم علی گڑھ میں ہوئی جہاں سر سیّد احمد خاں، مولانا حالی، مولانا شبلی نعمانی، پروفیسر تھامس آرنلڈ اور نواب محسن الملک جیسے صاحبانِ علم و فضل سے استفادے کا موقع ملا۔ ملازمت کا آغاز حیدر آباد (دکن) میں ایک سکول سے کیا۔ بعد ازاں صدرِ مہتمم تعلیمات تعینات ہو کر اورنگ آباد منتقل ہو گئے مگر کچھ ہی عرصہ بعد یہ ملازمت ترک کر دی اور عثمانیہ کالج اورنگ آباد کے پرنسپل بن گئے اور ۱۹۳۰ء میں اس عہدے سے سبک دوش ہوئے۔

مولوی عبدالحق ۱۹۱۲ء میں "انجمن ترقّیِ اردو" کے سیکرٹری منتخب ہوئے تو انھوں نے اس انجمن کو ایک فعال علمی ادارہ بنا دیا۔ وہ ۱۹۳۵ء تک حیدر آباد (دکن) میں اور ۱۹۳۶ء سے لے کر ۱۹۴۷ء تک دہلی میں اسی حیثیت پر فائز رہے۔ قیامِ پاکستان کے بعد ۱۹۴۹ء میں انجمن ترقّیِ اُردو کا دفتر لے کر کراچی آ گئے۔

مولوی عبدالحق کی تمام تر زندگی خدمت و ایثار اور عزم و استقلال کی داستان ہے۔ انھوں نے اپنی ساری عمر اُردو زبان کی خدمت میں اور اس کی ترقی و بقا کے لیے طرح طرح کی لڑائیاں لڑنے میں بسر کی۔ کہا کرتے تھے: "میرا اٹھنا بیٹھنا، چلنا پھرنا، سونا جاگنا، کھانا پینا اور پڑھنا لکھنا، دوستی، تعلق، روپیا پیسا سب کچھ اردو کے لیے مختص ہے۔" اسی لیے انھوں نے اُردو کے اہتمام میں کراچی میں اردو آرٹس کالج، اردو سائنس کالج، اُردو کامرس کالج، اُردو لا کالج اور اردو یونیورسٹی کے قیام کو عملی جامہ پہنایا اور اُردو کے دو رسالے: "اُردو"، "قومی زبان" جاری کیے جو آج بھی اُردو زبان و ادب کی خدمت کر رہے ہیں۔

مولوی عبدالحق کی اَن گنت تصانیف ہیں۔ ان کی تحریر میں بے ساختگی اور ستھرا پن ہے اور وہ جگہ جگہ بڑی خوب صورتی سے ہندی کے کومل لفظوں کا استعمال بھی کرتے ہیں اور ان کی تحریر بول چال کی زبان نظر آتی ہے۔

"چند ہم عصر" ان کی ایسی تصنیف ہے جس میں انھوں نے اپنے ۲۴ ہم عصروں کے خاکے لکھے ہیں۔ شاملِ کتاب خاکہ "نام دیو-مالی" اسی کتاب سے مستعار ہے اور جیسا کہ خاکے کے نام ہی سے ظاہر ہے یہ ایک ایسے مالی کا خاکہ ہے جس کا اوڑھنا بچھونا اس کے پودے تھے۔

NOT FOR SALE
PCTB

نام دیو۔مالی

مقاصدِ تدریس:

۱۔ طلبہ کو خاکہ نگاری کے فن سے روشناس کرنا۔

۲۔ طلبہ کو آگاہ کرنا کہ قومی زبان اُردو کی ترویج واشاعت کے حوالے سے مولوی عبدالحق کی بے پناہ خدمات ہیں۔ اسی بنا پر قوم نے انھیں "بابائے اردو" کا لقب دیا۔

۳۔ طلبہ کو بتانا کہ وہی شخص، چاہے وہ کسی درجے کا ہو، عظیم ہوتا ہے جو محنت ومشقت کا دھنی ہو۔

۴۔ طلبہ کو تفہیم عبارت اور غیر حقیقی تذکیر وتانیث کے چند اہم اصولوں سے روشناس کرنا۔

نام دیو مقبرہ رابعہ دورانی اورنگ آباد (دکن) کے باغ میں مالی تھا۔ ذات کا ڈھیڑ جو بہت نیچ قوم خیال کی جاتی ہے۔ قوموں کا امتیاز مصنوعی ہے اور رفتہ رفتہ نسلی ہو گیا ہے۔ سچائی، نیکی، حسن کسی کی میراث نہیں۔ یہ خوبیاں نیچی ذات والوں میں بھی ایسی ہی ہوتی ہیں جیسی اونچی ذات والوں میں۔

قیس ہو کوہ کن ہو یا حالیؔ
عاشقی کچھ کسی کی ذات نہیں

مقبرے کا باغ میری نگرانی میں تھا۔ میرے رہنے کا مکان بھی باغ کے احاطے ہی میں تھا۔ مَیں نے اپنے بنگلے کے سامنے چمن بنانے کا کام نام دیو کے سپرد کیا۔ مَیں اندر کمرے میں کام کرتا رہتا تھا۔ میری میز کے سامنے بڑی سی کھڑکی تھی۔ اس میں سے چمن صاف نظر آتا تھا۔ لکھتے لکھتے کبھی نظر اٹھا کر دیکھتا تو نام دیو کو ہمہ تن اپنے کام میں مصروف پاتا۔ بعض دفعہ اس کی حرکتیں دیکھ کر بہت تعجب ہوتا۔ مثلاً کیا دیکھتا ہوں کہ نام دیو ایک پودے کے سامنے بیٹھا اس کا تھانولا صاف کر رہا ہے۔ تھانولا صاف کر کے حوض سے پانی لیا اور آہستہ آہستہ ڈالنا شروع کیا۔ پانی ڈال کر ڈول درست کی اور ہر رُخ سے پودے کو مڑ مڑ کر دیکھتا۔ پھر الٹے پاؤں پیچھے ہٹ کر اسے دیکھنے لگا۔ دیکھتا جاتا تھا اور مسکراتا اور خوش ہوتا تھا۔ یہ دیکھ کر مجھے حیرت بھی ہوئی اور خوشی بھی۔ کام اسی وقت ہوتا ہے جب اس میں لذت آنے لگے۔ بے مزہ کام، کام نہیں بیگار ہے۔

اب مجھے اس سے دل چسپی ہونے لگی۔ یہاں تک کہ بعض وقت اپنا کام چھوڑ کر اسے دیکھا کرتا۔ مگر اسے خبر نہ ہوتی کہ کوئی دیکھ رہا ہے یا اس کے آس پاس کیا ہو رہا ہے۔ وہ اپنے کام میں مگن رہتا۔ اس کے کوئی اولاد نہ تھی وہ اپنے پودوں اور پیڑوں ہی کو اپنی اولاد سمجھتا تھا اور اولاد کی طرح ان کی پرورش اور نگہداشت کرتا۔ ان کو سرسبز اور شاداب دیکھ کر ایسا ہی خوش ہوتا جیسے ماں اپنے بچوں کو دیکھ کر خوش ہوتی ہے۔ وہ ایک ایک پودے کے پاس بیٹھتا، ان کو پیار کرتا، جھک جھک کے دیکھتا اور ایسا معلوم ہوتا گویا ان سے چپکے چپکے باتیں کر رہا ہے۔ جیسے جیسے وہ بڑھتے، پھولتے پھلتے، اس کا دل بھی بڑھتا اور پھولتا تھا، ان کو توانا اور ٹانٹا دیکھ کر اس کے چہرے پر خوشی

NOT FOR SALE
PCTB

کی لہر دوڑ جاتی۔ کبھی کسی پودے میں اتفاق سے کیڑا لگ جاتا یا کوئی اور روگ پیدا ہو جاتا تو اسے بڑا فکر ہوتا۔ بازار سے دوائیں لاتا۔ باغ کے داروغہ یا مجھ سے کہہ کر منگاتا۔ دن بھر اسی میں لگا رہتا اور اس پودے کی ایسی سیوا کرتا جیسے کوئی ہمدرد اور نیک دل ڈاکٹر اپنے عزیز بیمار کی کرتا ہے۔ ہزار جتن کرتا اور اسے بچا لیتا اور جب تک وہ تن درست نہ ہو جاتا اسے چین نہ آتا۔ اس کے لگائے ہوئے پودے ہمیشہ پروان چڑھے اور کبھی کوئی پیڑ ضائع نہ ہوا۔

باغوں میں رہتے رہتے اسے جڑی بوٹیوں کی بھی شناخت ہو گئی تھی۔ خاص کر بچّوں کے علاج میں اسے بڑی مہارت تھی۔ دُور دُور سے لوگ اس کے پاس بچّوں کے علاج کے لیے آتے تھے۔ وہ اپنے باغ ہی میں سے جڑی بوٹیاں لا کر بڑی شفقت اور غور سے ان کا علاج کرتا۔ کبھی کبھی دوسرے گاؤں والے بھی اُسے علاج کے لیے بُلا لے جاتے۔ بلا تامّل چلا جاتا۔ مفت علاج کرتا اور کبھی کسی سے کچھ نہیں لیتا تھا۔

وہ خود بھی بہت صاف ستھرا رہتا تھا اور ایسا ہی اپنے چمن کو بھی رکھتا۔ اس قدر پاک صاف جیسے رسوئی کا چوکا۔ کیا مجال جو کہیں گھاس پھوس یا کنکر پتھر پڑا رہے۔ روشیں باقاعدہ، تھانولے درست، سینچائی اور شاخوں کی کاٹ چھانٹ وقت پر، جھاڑنا بُہارنا صبح شام روزانہ۔ غرض سارے چمن کو آئینہ بنا رکھا تھا۔

باغ کے داروغہ عبدالرّحیم فنیسی خود بھی بڑے کارگزار اور مستعد شخص ہیں اور دوسرے سے بھی کھینچ تان کر کام لیتے ہیں۔ اکثر مالیوں کو ڈانٹ ڈپٹ کرنی پڑتی ہے۔ ورنہ ذرا بھی نگرانی میں ڈھیل ہوئی، ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ گئے یا بیڑی پینے لگے یا سائے میں جا لیٹے۔ عام طور پر انسان فطرتاً کاہل اور کام چور واقع ہوا ہے۔ آرام طلبی ہم میں کچھ موروثی ہو گئی ہے لیکن نام دیو کو کبھی کچھ کہنے سننے کی نوبت نہ آئی۔ دنیا و مافیہا سے بے خبر اپنے کام میں لگا رہتا۔ نہ ستائش کی تمنا نہ صلے کی پروا۔

ایک سال بارش بہت کم ہوئی۔ کنوؤں اور باؤلیوں میں پانی برائے نام رہ گیا۔ باغ پر آفت ٹوٹ پڑی۔ بہت سے پودے اور پیڑ تلف ہو گئے۔ جو بچ رہے وہ ایسے نڈھال اور مرجھائے ہوئے تھے جیسے دق کے بیمار، لیکن نام دیو کا چمن ہرا بھرا تھا۔ وہ دُور دُور سے ایک ایک گھڑا پانی کا سر پر اٹھا کے لاتا اور پودوں کو سینچتا۔ یہ وہ وقت تھا کہ قحط نے لوگوں کے اوسان خطا کر رکھے تھے اور انھیں پینے کو پانی مشکل سے میسّر آتا تھا۔ مگر یہ خدا کا بندہ کہیں نہ کہیں سے لے ہی آتا اور اپنے پودوں کی پیاس بجھاتا۔ جب پانی کی قلّت اور بڑھی تو اس نے راتوں کو بھی پانی ڈھو ڈھو کے لانا شروع کیا۔ پانی کیا تھا یوں سمجھیے کہ آدھا پانی اور آدھی کیچڑ ہوتی تھی لیکن یہی گدلا پانی پودوں کے حق میں آبِ حیات تھا۔

مَیں نے اس بے مثل کارگزاری پر اُسے انعام دینا چاہا تو اُس نے لینے سے انکار کر دیا۔ شاید اس کا کہنا ٹھیک تھا کہ اپنے بچّوں کو پالنے پوسنے میں کوئی انعام کا مستحق نہیں ہوتا۔ کیسی ہی تنگی ترشی ہو وہ تو ہر حال میں کرنا ہی پڑتا ہے۔

جب اعلیٰ حضرت حضور نظام کو اورنگ آباد کی خوش آب و ہوا میں باغ لگانے کا خیال ہوا تو یہ کام ڈاکٹر سید سراج الحسن (نواب

NOT FOR SALE
PCTB

سراج یار جنگ بہادر) ناظمِ تعلیمات کے تفویض ہوا۔ ڈاکٹر صاحب کا ذوقِ باغبانی مشہور تھا۔ مقبرہ رابعہ دورانی اور اس کا باغ جو اپنی ترتیب و تعمیر کے اعتبار سے مغلیہ باغ کا بہترین نمونہ ہے، مدت سے ویران اور سنسان پڑا تھا۔ وحشی جانوروں کا مسکن تھا اور جھاڑ جھنکار سے پٹا پڑا تھا۔ آج ڈاکٹر صاحب کی بدولت سرسبز و شاداب اور آباد نظر آتا ہے۔ اب دُور دُور سے لوگ اسے دیکھنے آتے اور سیر و تفریح سے محظوظ ہوتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کو آدمی پرکھنے میں بھی کمال تھا۔ وہ نام دیو کے بڑے قدردان تھے، اسے مقبرے سے شاہی باغ میں لے گئے۔ شاہی باغ آخر شاہی باغ تھا۔ کئی کئی نگرانِ کار اور بیسیوں مالی اور مالی بھی کیسے، ٹوکیو سے جاپانی، تہران سے ایرانی اور شام سے شامی آئے تھے۔ ان کے بڑے ٹھاٹ تھے۔ یہ ڈاکٹر صاحب کی اُپج تھی۔ وہ شاہی باغ کو حقیقت میں شاہی باغ بنانا چاہتے تھے۔ یہاں بھی نام دیو کا وہی رنگ تھا۔ اس نے نہ فن باغبانی کی کہیں تعلیم پائی تھی اور نہ اس کے پاس کوئی سند یا ڈپلوما تھا۔ البتہ کام کی دُھن تھی۔ کام سے سچا لگاؤ تھا اور اسی میں اُس کی جیت تھی۔ شاہی باغ میں بھی اس کا کام مہا کاج رہا۔ دوسرے مالی لڑتے جھگڑتے، سیندھی شراب پیتے، یہ نہ کسی سے لڑتا جھگڑتا نہ سیندھی شراب پیتا۔ یہاں تک کہ کبھی بیڑی بھی نہ پی۔ بس یہ تھا اور اس کا کام۔

ایک دن نامعلوم کیا بات ہوئی کہ شہد کی مکھیوں کی یورش ہوئی۔ سب مالی بھاگ کر چھپ گئے۔ نام دیو کو خبر بھی نہ ہوئی کہ کیا ہو رہا ہے۔ وہ برابر اپنے کام میں لگا رہا۔ اسے کیا معلوم تھا کہ قضا اس کے سر پر کھیل رہی ہے۔ مکھیوں کا غضب ناک جھلڑ اس غریب پر ٹوٹ پڑا۔ اتنا کاٹا اتنا کاٹا کہ بے دم ہو گیا۔ آخر اسی میں جان دے دی۔ میں کہتا ہوں کہ اسے شہادت نصیب ہوئی۔

وہ بہت سادہ مزاج بھولا بھالا اور منکسر مزاج تھا۔ اس کے چہرے پر بشاشت اور لبوں پر مسکراہٹ کھیلتی رہتی تھی۔ چھوٹے بڑے ہر ایک سے جھک کر ملتا۔ غریب تھا اور تنخواہ بھی کم تھی اس پر بھی اپنے غریب بھائیوں کی بساط سے بڑھ کر مدد کرتا رہتا تھا۔ کام سے عشق تھا اور آخر کام کرتے کرتے ہی اس دنیا سے رخصت ہو گیا۔

گرمی ہو یا جاڑا، دھوپ ہو یا سایہ، وہ دن رات برابر کام کرتا رہا لیکن اسے کبھی یہ خیال نہ آیا کہ میں بہت کام کرتا ہوں یا میرا کام دوسروں سے بہتر ہے۔ اسی لیے اُسے اپنے کام پر فخر یا غرور نہ تھا۔ وہ یہ باتیں جانتا ہی نہ تھا۔ اسے کسی سے بیر تھا نہ جلاپا۔ وہ سب کو اچھا سمجھتا اور سب سے محبت کرتا تھا۔ وہ غریبوں کی مدد کرتا، وقت پر کام آتا، آدمیوں جانوروں، پودوں کی خدمت کرتا لیکن اسے کبھی یہ احساس نہ ہوا کہ وہ کوئی نیک کام کر رہا ہے۔ نیکی اسی وقت تک نیکی ہے جب تک آدمی کو یہ نہ معلوم ہو کہ وہ کوئی نیک کام کر رہا ہے۔ جہاں اس نے یہ سمجھنا شروع کیا، نیکی نیکی نہیں رہتی۔

جب کبھی مجھے نام دیو کا خیال آتا ہے تو میں سوچتا ہوں کہ نیکی کیا ہے اور بڑا آدمی کسے کہتے ہیں۔ ہر شخص میں قدرت نے کوئی نہ کوئی صلاحیت رکھی ہے۔ اس صلاحیت کو درجہ کمال تک پہنچانے میں ساری نیکی اور بڑائی ہے۔ درجہ کمال تک نہ کبھی کوئی پہنچا ہے نہ پہنچ سکتا ہے۔ لیکن وہاں تک پہنچنے کی کوشش ہی میں انسان انسان بنتا ہے۔ یہ سمجھو کندن ہو جاتا ہے۔ حساب کے دن جب اعمال کی جانچ پڑتال ہو گی خدا، یہ نہیں پوچھے گا کہ تُو نے کتنی پوجا پاٹ یا عبادت کی۔ وہ کسی عبادت کا محتاج نہیں۔ وہ پوچھے گا تو یہ پوچھے گا کہ مَیں

NOT FOR SALE
PCTB

نے جو تجھ میں استعداد ودیعت کی تھی، اُسے کمال تک پہنچانے اور اس سے کام لینے میں تُو نے کیا کیا اور خلق اللہ کو اس سے کیا فیض پہنچایا۔ اگر نیکی اور بڑائی کا یہ معیار ہے تو نام دیو نیک بھی تھا اور بڑا بھی۔ تھا تو ذات کا ڈھیڑ پر اچھے اچھے شریفوں سے زیادہ شریف تھا۔

(چند ہم عصر)

مشق

۱ سبق "نام دیو۔مالی" کے متن کے حوالے سے درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

(i) نام دیو پودوں اور پیڑوں کو سمجھتا تھا:
(الف) اپنا دوست (ب) اپنا دشمن (ج) اپنا سجن (د) اپنی اولاد

(ii) نام دیو کے لگائے ہوئے پودے ہمیشہ:
(الف) تلف ہوئے (ب) پروان چڑھے (ج) سوکھ کر رہ گئے (د) ویسے کے ویسے رہے

(iii) نام دیو بچّوں کا علاج کرتا تھا:
(الف) تعویذ گنڈوں سے (ب) ٹونے ٹوٹکوں سے (ج) جڑی بوٹیوں سے (د) دوا دارو سے

(iv) نام دیو کی موت واقع ہوئی:
(الف) دل کے عارضے سے (ب) ٹانگ ٹوٹنے سے (ج) درخت پر سے گرنے سے (د) شہد کی مکھیوں کی یورش سے

(v) ہر شخص میں قدرت نے کوئی نہ کوئی رکھی ہے:
(الف) استعداد (ب) خوبی (ج) صلاحیّت (د) برائی

۲ سبق "نام دیو۔مالی" کے متن کے مطابق سوالوں کے جواب لکھیں۔

(الف) نام دیو۔مالی کا تعلق کس ذات سے تھا؟

(ب) نام دیو کو اپنے پودوں سے کس حد تک لگاؤ تھا؟

(ج) نام دیو کا اگر کوئی پودا بیمار پڑ جاتا تو وہ اس کے لیے کیا کیا جتن کرتا تھا؟

(د) نام دیو کی موت کیسے واقع ہوئی؟

(ہ) نیکی اور بڑائی کا معیار کیا ہے؟

NOT FOR SALE
PCTB

۳ سبق "نام دیو-مالی" کے متن کے پیشِ نظر خالی جگہیں پُر کریں۔

(الف) کام اُسی وقت ہوتا ہے جب اُس میں لذّت آنے لگے۔ بے مزہ کام، کام نہیں __________ ہے۔

(ب) اس کے لگائے ہوئے پودے ہمیشہ __________ چڑھے اور کبھی کوئی پیڑ ضائع نہ ہوا۔

(ج) باغوں میں، رہتے رہتے اسے __________ کی بھی شناخت ہوگئی تھی۔

(د) اپنے __________ کو پالنے پوسنے میں کوئی انعام کا مستحق نہیں ہوتا۔

(ہ) ایک دن نامعلوم کیابات ہوئی کہ شہد کی مکھیوں کی __________ ہوئی۔

تفہیمِ عبارت:

بات کو دوسروں تک پہنچانے میں زبان کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ امتحان میں طلبہ کی زبان دانی کا جائزہ لینے کے لیے کسی تحریر کا اقتباس اوراُس کے آخر میں چند سوالات دیے جاتے ہیں جس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس تحریر کے مفہوم کو کس حد تک سمجھتے ہیں۔

اس ضمن میں چند باتیں ہمیشہ مدِ نظر رکھیں:

- عبارت کے نفسِ مضمون کو سمجھنے کی کوشش کریں۔
- سوالوں کے جوابات عبارت کے مجموعی تاثر کے پیشِ نظر دیں۔
- جتنا سوال پوچھا گیا ہے، اتنا جواب دیں۔ جواب اپنے الفاظ میں لکھیں اور عبارت آرائی سے گریز کریں۔

۴ درج ذیل عبارت کو پڑھیں اور آخر میں دیے گئے سوالوں کے جواب لکھیں۔

ایک مغربی مؤرّخ سٹینلے والپرٹ (Stanley Wolpert) نے قائدِ اعظمؒ کے بارے میں لکھا:

"دنیا میں فقط چند افراد ہی ایسے ہوئے ہوں گے جنھوں نے انفرادی طور پر معنی خیز انداز میں تاریخ کے دھارے کو تبدیل کر دیا ہو۔ شاید گنتی کے چند لوگ ہی ہوں گے جنھوں نے دنیا کے نقشے میں ترمیم کر دی ہو اور شاید ہی کوئی شخص ایسا ہو جس نے کسی بکھری ہوئی قوم کو ایک بنا کر اُسے ایک ملک دے دیا ہو۔ محمد علی جناحؒ نے یہ تینوں کارنامے انجام دیے۔"

قائدِ اعظمؒ کی مسلسل جاں فشانیوں کے بعد بالآخر حکومتِ برطانیہ اور کانگریس نے ۳/جون ۱۹۴۷ء کو مسلمانوں کی علیحدہ مملکت کا مطالبہ تسلیم کر لیا اور اسی روز قائدِ اعظمؒ نے آل انڈیا ریڈیو سے اپنی تقریر میں مسلم لیگ کے نقطۂ نظر کے ساتھ پاکستان زندہ باد کے الفاظ کا اعلان کر دیا۔ اس طرح ۱۴/اگست ۱۹۴۷ء کو مملکتِ خداداد پاکستان وجود میں آگئی۔ قوم نے اپنے

NOT FOR SALE PCTB

عظیم محسن کی گراں قدر خدمات کے اعتراف کے طور پر انھیں "قائدِ اعظمؒ" اور "بابائے قوم" اور ان کی بہن فاطمہ جناح کو، جو جدوجہدِ آزادی میں اپنے بھائی کی شریکِ کار تھیں "مادرِ ملّت" کے القابات دیے۔

سوالات: (الف) معروف مغربی مؤرّخ سٹینلے والپرٹ نے قائدِ اعظمؒ کے بارے میں کیا لکھا؟

(ب) قائدِ اعظمؒ نے "پاکستان زندہ باد" کے الفاظ کا استعمال کب کیا؟

(ج) مملکتِ خداداد پاکستان کب وجود میں آئی؟

(د) قوم نے قائدِ اعظمؒ کی بہن محترمہ فاطمہ جناحؒ کو کیا لقب دیا؟

(ہ) اس تحریر کا ایک عنوان تجویز کریں۔

تذکیر و تانیث

اُردو میں اسم کی صرف دو جنسیں ہیں: مذکّر اور مؤنث۔ یعنی ہر اسم چاہے جان دار کے لیے ہو یا بے جان کے لیے، یا تو مذکّر ہو گا یا مؤنث۔ اردو میں مذکّر سے مؤنث اور مؤنث سے مذکّر بنانے کے کوئی حتمی اُصول نہیں اور عام طور پر لفظوں کی تذکیر و تانیث زبان دان لوگوں کے ذریعے اور چلن کی بنیاد ہی پر معلوم ہوتی ہے، تاہم قواعد جاننے والوں نے اس کے کچھ قاعدے قانون بھی بنائے ہیں۔ ان میں سے غیر حقیقی اسموں کی تذکیر و تانیث کے چند اصول یہ ہیں:

- سوائے جمعرات کے تمام دِنوں کے نام مذکّر ہیں۔
- منٹ، گھنٹا، دن، مہینا، سال، مذکّر ہیں البتہ "رات" مؤنث ہے۔
- پہاڑوں، پتھروں اور ان کی تمام قسموں کے نام مذکّر بولے جاتے ہیں۔
- شہروں اور ملکوں کے نام مذکّر ہیں۔
- تمام دریاؤں کے نام مذکّر، البتہ ندیوں کے نام مؤنث بولے جاتے ہیں۔
- تمام ستاروں اور سیّاروں کے نام مذکّر بولے جاتے ہیں۔
- تمام زبانوں اور نمازوں کے نام مؤنث بولے جاتے ہیں۔
- بول چال کی زبان میں ان الفاظ کو مذکّر بولا جاتا ہے: بے ہوش، درد، نسخہ، پرہیز، عیش، فوٹو، اخبار، لالچ، تار، لفافہ، خط، ٹکٹ، کارڈ، مرض، مزاج، علاج، مرہم، ماضی، انتظار، کلام، ارتقا۔
- ان الفاظ کو مؤنث بولا جاتا ہے: زبان، دوا، بھوک، پیاس، ترازو، کرسی، راہ، گھاس، سرسوں، کیچڑ، پتنگ، سائیکل، چھت، دیوار، آواز۔

NOT FOR SALE
PCTB

۵ درج ذیل اسما میں سے مذکّر اور مونث الگ الگ کریں۔

مقبرہ	قوم	کھڑکی	بات	پیڑ	مہارت
باغ	مکان	پانی	سوگ	جڑی بوٹیاں	علاج
مالی	میز	پودا	جتن	شناخت	بارش

٦ درج ذیل اقتباسات کی تشریح کیجیے، تشریح سے پہلے مصنف کا نام اور سبق کا عنوان بھی لکھیے۔

(الف) وہ اپنے ایک ایک پودے کے پاس بیٹھتا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کوئی پیڑ ضائع نہ ہوا۔

(ب) ایک سال بارش بہت کم ہوئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔حق میں آبِ حیات تھا۔

سرگرمیاں:

- "نام دیو-مالی" ایک خاکہ ہے۔ اس خاکے کو کہانی کی صورت میں لکھیں اور ٹیوٹوریل گروپ میں پڑھیں۔
- انٹرنیٹ سے کسی ایسے باغبان کی تصویر تلاش کریں جو دنیا و مافیہا سے بے خبر اپنے کام میں مگن ہو اور اس تصویر کو ایک چارٹ پر چسپاں کر کے اسے جماعت کے کمرے میں آویزاں کریں۔

اشاراتِ تدریس

۱۔ اساتذہ طلبہ کو نام دیو-مالی کی مثال دیتے ہوئے بتائیں کہ عظیم شخص وہ ہے جو محنت و مشقت کا دھنی ہو۔

۲۔ اساتذہ طلبہ کو لائبریری سے حاصل کر کے "چند ہم عصر" دکھائیں اور طلبہ کو اس کتاب کے دوسرے خاکوں کے عنوانات سے آگاہ کریں، خصوصاً "گدڑی کا لعل-نور خاں" کے بارے میں قدرے تفصیل سے بتائیں۔

۳۔ اساتذہ اُردو کی ترویج و اشاعت کے حوالے سے مولوی عبد الحق کی خدماتِ جلیلہ پر روشنی ڈالیں۔

۴۔ اساتذہ طلبہ کو بتائیں کہ یہ مولوی عبد الحق ہی تھے جن کی کوششیں رنگ لائیں اور قائدِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے، اُردو کو پاکستان کی قومی زبان قرار دیا اور اس کے نفاذ کے لیے کوششیں کیں۔

NOT FOR SALE PCTB